مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

اسلام میں کسبِ حلال کی اہمیت

اسلام میں حلال کمائی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے حرام اشیاء اور حرام کمائی کی پوری پوری نشاندہی کر دی ہے۔ لہٰذا کسبِ حرام سے اجتناب بہت ضروری ہے۔ حرام کی آمدنی ایمان کے لئے سمِّ قاتل کا درجہ رکھتی ہے۔ ان حرام چیزوں سے مکمل احتیاط و اجتناب کرنے کے بعد ایک مسلمان جو کمائی بھی کرے گا وہ حلال اور طیب ہو گی، جس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

"یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیبا" (۲/۱۶۸)

"اے لوگو! جو کچھ زمین میں ہے، اس میں سے حلال اور پاکیزہ (اشیاء) کھاؤ!"

اس آیت میں عام لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے اور اکل و شرب کے سلسلہ میں حلال اور پاکیزہ ہونے کے لئے دو شرطیں عائد کی گئی ہیں۔

حلال کے برعکس لفظ حرام ہے، خدا اور اس کے رسول نے حلال اور حرام کی پوری پوری وضاحت فرما دی ہے۔ قرآنِ کریم میں تو صرف چند اشیاء ہی ایسی مذکور ہیں جو حرام قرار دی گئی ہیں۔ مثلاً مردار کا گوشت، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ جانور جو خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام پر مشہور کر دیا جائے اور پھر ذبح کیا جائے۔ شراب، جوا، سود، چوری، ڈاکہ وغیرہ۔ البتہ احادیث میں کافی تفصیل آگئی ہے جو ان شاء اللہ آگے بیان ہو گی۔ پھر ایسی باتیں جن کے متعلق قرآن و سنت میں واضح تصریح موجود نہ ہو اور شک کی گنجائش ہو، ان کے متعلق بھی شارع علیہ السلام کے واضح احکام موجود ہیں

کہ ان کے قریب بھی نہ پھٹکا جائے۔

قرآنِ کریم میں صرف ان علماء کے کسب پر گرفت کی گئی ہے جو قرآن کی آیات کو بیچ کھاتے ہیں، غلط تاویلات کرکے یا حق کو چھپا کر وہ غلط فتوے جاری کرتے ہیں۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے اور عام لوگوں کو گمراہ کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب ویشترون بہ ثمنا قلیلا اولٰئک ما یاکلون فی بطونھم الا النار" (۲/۱۷۴)

کہ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل شدہ کتاب میں سے کچھ چھپا جاتے ہیں اور حقیر سی قیمت کے عوض بیچ کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھرتے"

دوسری شرط ہے کہ (آمدنی) پاکیزہ ہو۔ پاکیزہ کا مطلب یہی نہیں کہ وہ چیز ظاہری نجاستوں سے پاک اور صاف ستھری ہو، بلکہ جس مال سے، خواہ وہ جائز ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو، زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ پاک نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر اپنے تنگدست اور فاقہ کش ہمسایوں اور قرابت داروں کے حقوق ادا نہ کئے جائیں گے تو وہ مال بھی پاکیزہ نہ ہوگا۔ ارشادِ ربانی ہے:

"خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم بھا وتزکیھم بھا"

"اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان (مسلمانوں) کے مال سے زکوٰۃ وصول کرکے انہیں ظاہری اور باطنی نجاستوں سے، پاک و صاف کیجئے۔"

لہٰذا پاکیزہ مال وہ ہے جو حلال ذرائع سے کمایا گیا ہو، ظاہری نجاستوں کے علاوہ باطنی نجاستوں سے بھی مال کے حقوق ادا کرنے کے بعد پاک کیا گیا ہو۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے یوں خطاب فرمایا ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبٰتِ ما رزقنٰکم" (۲/۱۷۲)

کہ "اے ایمان والو! ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے، اس سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔"

لہٰذا ہمارے لئے لازم ہے کہ صرف حلال اور پاکیزہ رزق کو ہی اپنے جسم کا حصہ بنائیں اور ہر اس چیز سے پرہیز کریں جس میں حرام کا شائبہ تک بھی موجود ہو۔ یہ ہماری

بدقسمتی ہے کہ موجودہ دور میں حلال اور حرام کی تمیز بالکل اٹھ چکی ہے ۔ ہوس زر نے ہر آدمی کو کچھ اس طرح اندھا کر دیا ہے کہ وہ جائز و ناجائز ہر طریقہ سے دولت سمیٹنے کی فکر میں لگا ہوا ہے ۔ اور اس مقصد کے حصول کیلئے وہ نہ مکر و فریب سے چوکتا ہے نہ جھوٹ اور بد دیانتی سے، حتیٰ کہ سود جیسی حرام چیز سے بھی نہیں بچتا ۔ یہی وہ دور ہے جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ والسلام نے ارشاد فرمایا تھا:

"عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يأتي على الناس زمان لا يبالي المرء ما أخذ منه أ من حلال ام من الحرام" (رواه البخاری)

کہ حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئیگا کہ آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ جو مال اس کے ہاتھ آیا وہ حلال ہے یا حرام!" (بخاری)

کسب حرام کتنا بڑا جرم ہے اس کے متعلق درج ذیل ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیے:

حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی:

ایسا آدمی خواہ کتنی بھی عاجزی سے اپنے رب کو پکارے، خدا تعالیٰ اس کی دعا نہیں سنتے ۔ چنانچہ حضرت ابوہریرۃ رضہ سے مروی ہے:

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال تعالى يا ايها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقنكم" ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه الى السماء يا رب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام، وغذي بالحرام، فاني يستجاب لذلك" (مسلم)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل کرکے کہ "اے ایمان والو، جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے، اس میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ" ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبے سفر سے آیا ہے اور پراگندہ مو غبار آلودہ ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہتا ہے،

اے میرے رب، اے میرے رب، تو اس کی دعا کیونکر قابلِ قبول ہو جبکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کی پوشاک حرام اور خود بھی حرام ہی سے پروان چڑھا!"

حرام خور جہنمی ہے!

"عن جابر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یدخل الجنۃ لحم نبت من السحت، وکل لحم نبت من السحت، کانت النار اولی بہ" رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ گوشت جو مالِ حرام سے پروان چڑھا، وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، اور جو بھی گوشت مالِ حرام سے پروان چڑھا، اس کے لئے آگ (جہنم) ہی لائق تر ہے!

حرام خور کا صدقہ قبول نہیں ہوتا!

"عن عبد اللہ بن مسعود، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یکسب عبد مال حرام فیتصدق منہ، فیتقبل منہ، ولا ینفق منہ، فیبارک لہ فیہ۔" (احمد)

عبد اللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا جو شخص مالِ حرام کمائے، پھر اس سے صدقہ کرے، تو وہ صدقہ قبول نہیں ہوتا اور اگر اس سے خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔"

لہٰذا کسبِ حرام سے پرہیز لازم ہے، بلکہ اپنی تمام تر توجہ کسبِ حلال کی طرف دینا لازم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عن عبد اللہ بن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" (بیہقی فی شعب الایمان)

کہ "اللہ تعالیٰ کے مقررہ فرائض (ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج) کے

بعد حلال کمائی کا طلب کرنا فرض ہے۔

بہترین کمائی :

بہترین کسب کونسا ہے؟ اس کے متعلق ارشاد نبوی ملاحظہ ہو :

عن المقدام ابن معدیکرب، قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان النبی داؤد علیہ السلام کان یأکل من عمل یدیہ" (بخاری)

مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی شخص کے لئے بہترین کھانا وہ ہے جو اس نے اپنے ہاتھ سے کمایا ہو، اور بیشک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاتے تھے"

ہاتھ کی کمائی سے مراد دستکاری ہے۔ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے زرہیں بناتے اور بازار میں فروخت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کونسا کسب سب سے اچھا ہے؟ فرمایا،

"عن رافع بن خدیج قال: قیل یا رسول اللہ، ای الکسب اطیبہ؟ قال عمل الرجل بیدہ، وکل بیع مبرور" (احمد)

رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول، کونسا کسب پاکیزہ ہے؟ فرمایا "جو کام آدمی اپنے ہاتھ سے کرے، یا وہ تجارت جو شرع میں صحیح ہو"

بیع مبرور کیا ہے؟ آئندہ اقساط میں اس پر روشنی ڈالی جائیگی اور یہ بھی واضح کیا جائیگا کہ حلال وحرام میں تمیز کرکے آپ کیونکر حرام کمائی سے بچ سکتے ہیں! (ان شاء اللہ)

تجارت ایک باعزت پیشہ ہے، نبوت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ۱۲ سال تک تجارت کرتے رہے۔ اور آپ نے تجارت کی طرف ترغیب بھی دلائی :

"علیکم بالتجارۃ، فان فیہا تسعۃ اعشار الرزق"

"تجارت کی طرف توجہ کرو کیونکہ رزق کا $\frac{9}{10}$ حصہ تجارت میں ہے"

اکثر بڑے بڑے صحابہ کا بھی یہی شغل رہا اور صحابہ کرام کے بعد مسلمانوں نے اس

میدان میں خوب ترقی کی اور اس میں نیک نامی بھی پیدا کی۔ اگر اسے اسلامی حدود کے اندر رہ کر اختیار کیا جائے تو اخروی زندگی میں بلندی درجات پر بھی فائز کر دیتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عن ابی سعید، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء" (ترمذی، دارمی دارقطنی)

"ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ سچ بولنے والا، امانت دار، تاجر (روزِ قیامت) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"

سبحان اللہ، ایک راستباز اور دیانت دار تاجر کتنا بلند ہے مگر سوال یہ ہے کہ کتنے لوگ ہیں جو کاروبار میں جھوٹ اور داؤ فریب سے اجتناب کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے، ان کا حشر بھی ملاحظہ فرمائیے:

"عن عبید بن رفاعۃ عن ابیہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: "التجار یحشرون یوم القیامۃ فجارا الا من اتقی وبر وصدق"

(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

"عبید بن رفاعہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ تاجر لوگ، قیامت کے دن گنہگار کی حیثیت سے اکٹھے کیے جائیں گے، مگر جو شخص ہر گناہ کی بات سے بچتا رہا، نیکی کرتا اور سچ بولتا رہا۔"

(باقی آئندہ۔ ان شاء اللہ)